

خانقاہ سراواں کی تضلیل کیوں؟

بلاشبہ مرکزی ادارہ شرعیہ سلطان گنج پٹنہ بہار اپنی گونا گوں دینی، ملی، علمی، فقہی، تعلیمی، تربیتی اور سماجی خدمات کی وجہ سے ملک و بیرون ملک میں متعارف ہے تاریخ شاہد ہے کہ روز اول ہی سے یہ ادارہ اپنے مقصد اصلی کی طرف بڑی تیزی سے گامزن ہے۔ الحمد للہ آج ادارہ شرعیہ کی بلند عمارت کھڑی ہے جو اپنی خدمات کا پرچم چہار دانگ عالم میں پھیلا رہی ہے اور رفتہ رفتہ اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ ادارہ کی دینی، ملی، جرات مندانہ، بیباکانہ، حق پسندانہ خدمات پر ملت اسلامیہ کو اعتبار بھی ہے اور اطمینان بھی ہے۔ یہ ادارہ تقریباً ۱۵ شعبوں پر محیط مقصد براری میں سرگرم ہے۔ مرکزی دارالافتاء اسکی اساس ہے جن کے ذریعہ ملک و بیرون ملک سے آئے سوالات کے جوابات نہایت ہی احتیاط کے ساتھ قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں صادر کئے جاتے ہیں جس کے لئے باضابطہ علمائے کرام پر مشتمل مفتیان کی ایک محتاط اور حساس ٹیم ہیں جو فقیہ ملت احسن الفقہاء حضرت علامہ مفتی حسن رضا نوری صدر مفتی مرکزی ادارہ شرعیہ کے زیر نگرانی قضا و افتا کی تربیت لیتے اور فتویٰ نویسی کی مشق کرتے ہیں۔ فقیہ ملت کی ذات محتاج تعارف نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مذہبی علوم و فنون خصوصاً فقہ و افتا میں مہارت اور کمال عطا فرمایا ہے، میدان تحقیق و تدقیق میں امتیازی شان اور علاحدہ شناخت کے حامل ہیں۔ زمانہ شاہد ہے کہ آپ نے متعدد لائیکل مسائل فقہیہ کا حل نکالا ہے نہایت وقیع اور بیش قیمت ابحاث و تحقیقات قوم کو پیش کیا ہے، اور ہزاروں فتاویٰ لکھ کر امت مسلمہ کے الجھنوں کو دور فرمایا ہے، اس وقت دو درجن سے زائد مفتیان کرام آپ کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا کام کر رہے ہیں اور آپ فتویٰ نویسی کے ساتھ ہی ان کے فتاویٰ کی اصلاح اور تصدیق و تائید کی عظیم ذمہ داری بھی نبھا رہے ہیں، ہزاروں مفتیان کرام آپ کی بارگاہ سے تربیت یافتہ ہو کر ملک کے گوشے گوشے میں قوم و ملت کی رہنمائی کر رہے ہیں، آپ کے فتاویٰ میں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی علمی تحقیقی اور فقہی بصیرت کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔

حال ہی میں دارالافتاء ادارہ شرعیہ میں گمراہ کن گمراہ گرد باطن متنازع خانقاہ، خانقاہ سید سراواں کے متعلق ایک استفتا آیا ان کے عقائد باطلہ خبیثہ و اوہام ضالہ کے پیش نظر فتویٰ دیا گیا اب کیا سوشل میڈیا پر خود ساختہ مصباحی کہلانے والے عقل سے عاری اسلوب افتا سے ناواقف شرور و فتن پرور لوگ اعتقادات اور فروغیات میں فرق سمجھانے چلے ہیں، فقیہ ملت کے خلاف مضمون بازی کر رہے ہیں اور گمراہ کن خانقاہ کی حمایت کر رہے ہیں یقیناً قرآن و حدیث کی روشنی میں اہل سراواں پر وہی حکم نافذ ہے جو حکم فقیہ ملت کے تصدیق شدہ فتویٰ میں ہے۔ علمائے اہلسنت والجماعت کے نزدیک اہل سراواں کی کیا حیثیت ہے سب جانتے ہیں۔

اولاً خانقاہ سراواں کے باطل عقائد کو ملاحظہ فرمائیں جن عقائد فاسدہ کی روشنی میں اہل سراواں ان کے متبعین معتقدین کی شرعی حیثیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:-

تمام علمائے اہلسنت والجماعت کے نزدیک یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ دیانہ و ہابیہ بدعتیہ غیر مقلدین اپنے عقائد کفریہ باطلہ خبیثہ و اوہام

ضالہ کے سبب جن کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچی ہوئی ہے کافر و مرتد ہیں یہاں تک علمائے حریمین شریفین نے ان خبیثاء کے متعلق فرمایا ”من شک فی کفرہ عذابہ فقد کفر“ (حسام الحرمین ص ۱۳) اب خانقاہ سراواں کا عقیدہ توحید دیکھئے ایک قربانی کے مسئلہ کے تحت لکھتے ہیں ”جہاں تک دیوبندی وہابی کی بات ہے ان کو زیادہ سے زیادہ بدعتی کہا جاسکتا ہے“ مزید وہاں سے شائع ہونے والا ماہنامہ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ”اس وقت کسی فرد کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ہم تاویل کرنے والوں کی تکفیر کریں گے“ (ماہنامہ خضر راہ الہ آباد مئی ۲۰۱۳ء ص: ۱۳)

اب آپ ہی بتائیں نافرمانان رب العزت اور گستاخان شان رسالت کے بارے میں یہی اہلسنت والجماعت کا موقف ہے اور کیا یہ فروعی مسئلہ ہے؟

یہ خانقاہ سراواں کی جانب سے علمائے حریمین شریفین کے علاوہ ساری دنیا کے علمائے حق اہل سنت و جماعت بلکہ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی کھلی مخالفت نہیں تو کیا ہے؟

اہل سراواں کی بارگاہ میں ہندو مسلم، مومن و کافر، سنی شیعہ، حنفی شافعی، دیوبندی بریلوی، اور امیر و فقیر، عالم و جاہل، گورے کالے ہر طرح کے پیاسے آتے ہیں۔“ (نعمات الاسرار ص: ۱۱)

کیا اس میں اس بات کا کھلا ہوا اعلان نہیں کہ ”خانقاہ سراواں“ سب سے اختلاط رکھتے ہیں؟ نیز اس میں عوام کو سب سے اختلاط رکھنے، میل جول اور رشتہ قائم کرنے کی کھلی ترغیب نہیں ہے ترغیب نہیں تو اور کیا ہے۔؟ کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ یہاں شریعت مطہرہ کے خلاف بد مذہبوں سے کھلم کھلا اختلاط رکھا جاتا ہے۔ جب کہ علمائے دین و اولیائے کالمین نے بد مذہبوں سے دور و نفور رہنے کا حکم دیا ہے۔ حدیث پاک میں ہے: **فلا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا توکلوہم ولا تناکحوہم** (کنز العمال حدیث نمبر: ۳۲۴۶۸) سرسید نیچری ہے اور اپنے عقائد کفریہ کے سبب کافر و مرتد انہوں نے خدائے تبارک و تعالیٰ جل و علا کو معاذ اللہ نیچری کہا۔ حج کے اراکین کی توہین و تنقیص کرتے ہوئے اس کا مذاق اڑایا۔ حج کی حقیقت قرآن و تفسیر، حدیث و فقہ اور اجماع امت کے خلاف بیان کی۔ جنت اور اس کی نعمتوں کا انکار کیا۔ فرشتوں کے وجود کا انکار کیا۔ سبوح و قدوس باری تعالیٰ جل جلالہ کو بھان متی (مداری، شعبہ باز) اور تماشا بنانے والا بتایا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسجود ملائکہ ہونے کا انکار کیا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ کا انکار کیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نیچری ہونے کا الزام لگایا۔ شیطان کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان نہیں ہے۔ انہیں عقائد کی بنا پر ان پر اور ان کے متبعین پر کفر و ارتداد کا فتویٰ ہے۔

اب خانقاہ سراواں کا سرسید کے متعلق یہ عقیدہ ہے ”سرسید مسلمانوں کا معمار ہے“ (مضمون عدالت عظمیٰ کا فیصلہ ماضی کا تجربہ، حال کا تجزیہ، اور مستقبل کی تشکیل) سرسید کو ہندوستانی مسلمانوں کے معمار ہونے کا سہرا بھی زیر بحث مضمون میں ان صوفیوں کے مجاہد نے خانقاہ سراواں کی ماڈرن اور فتنہ خیز سرزمین سے عطا کر دیا۔

اب ہمیں بتائیں کوئی سراوی کیا یہ کھلم کھلا خلاف اہل سنت و جماعت نہیں ہے؟

ابن تیمیہ جو کہ حقیقت میں گمراہ اور گمراہ گر ہے خانقاہ سراواں کے نزدیک تو اس کی رفعتیں بھی کمال کی ہیں۔
ابن تیمیہ کے بارے میں حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: ”ابن تیمیہ ضال و مضل (گمراہ و گمراہ گر) ہے۔“ (المعتقد المعتقد مترجم ص: ۱۸۸)

”متاخرین حنابلہ میں بعض خبیثا مجسمہ ہو گئے جیسے ابن تیمیہ و ابن قیم“۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ ص: ۴۹)
مذہب اہل سنت و جماعت کا موقف یہی ہے کہ ”ابن تیمیہ“ گمراہ اور گمراہ گر ہے۔ لیکن وہابیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ کی ضرور قصیدہ خوانی کر کے تعریفوں کے پل باندھے ہیں۔

”خانقاہ سراواں“ کی فکر بھی دیکھیے اور غور کیجیے کہ ان کی فکر اہل سنت و جماعت اور وہابیوں میں سے کس سے میل کھاتی ہے؟ ان کے نزدیک ”ابن تیمیہ“ کا کیا رتبہ ان کے یہاں سے شائع ہونے والے رسالہ ”الاحسان“ میں ہے ”اللہ تعالیٰ نے شیخ ابن تیمیہ کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا وہ حافظہ، علم و فضل، تقویٰ و خشیت، زہد و ورع، قناعت و صبر، جرأت و شجاعت، سنت کی پیروی، بدعت سے اجتناب اعلائے کلمہ حق اور جہاد کے لیے ہمہ وقت کمر بستگی، یہ وہ خصوصیات ہیں جن سے وہ اپنے معاصرین کے درمیان ممتاز اور مشہور ہوئے۔“ (الاحسان کتابی سلسلہ ۲ ص: ۱۰۷)

”اب ضرورت اس بات کی ہے کہ جانب داری سے ہٹ کر ان (ابن تیمیہ) کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اور خصوصاً تصوف کے حوالے سے ان کے نظریات کا مطالعہ کر کے ان کو عام کیا جائے۔“ (الاحسان کتابی سلسلہ ۲ ص: ۱۴۵)
ہمیں بتائیں خانقاہ سراواں کا کوئی حامی کہ مذکورہ جملوں سے ابن تیمیہ کے تئیں ”خانقاہ سراواں“ کی عقیدتوں کا اظہار نہیں ہوتا ہے؟ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ”ابن تیمیہ“ ویسا ہی ہے جیسا دیوبندیوں اور وہابیوں کے نزدیک ہے؟ کیا یہ فروعی مسئلہ ہے؟

اہل سراواں کا مسئلہ علم غیب پہ اہلسنت کے علمی مباحث کو لغو قرار دینا، یہ فروعی مسئلہ ہے؟
اہل قبلہ کی تکفیر کے مسئلہ میں مردود نظریہ کی پیروی، یہ فروعی مسئلہ ہے؟
یہ تو رہے اعتقادی مسائل جس سے فرار کسی بھی حال ممکن نہیں۔ فیصلہ قارئین کے حوالہ ہے۔۔۔۔۔
اب فروعی مسائل میں اہل سراواں کی کج فکری اور الزم تراشی دیکھ لیجئے:
حنفی شافعی کی اقتدا میں نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟

اس متعلق حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ و دیگر علمائے احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر شافعی امام کی عادت مقامات اختلاف میں احتیاط کی ہو تو اس کی اقتدا جائز ہے ورنہ نہیں۔

شرح ملتقى الابحر میں ہے: ”جواز اقتداء الحنفی بالشافعی اذا كان الامام يحتاط فی مواضع الخلاف“۔ (مجمع الانهر شرح منتقى الابحر، باب الوتر والنوافل، المجلد الاول، ص: ۱۲۹) یعنی حنفی کا شافعی کی

اقتدا کرنا اس وقت جائز ہے جب شافعی امام مقامات اختلاف میں محتاط ہو۔ رد المحتار میں ہے: ”قال كثير من المشائخ ان كان عاداته مراعاة موضع الخلاف جازوا لا فلا۔“ (رد المحتار مطلب في الاقتداء، المجلد الأول، ص: ۴۱۶) یعنی اکثر مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر شافعی امام کی عادت مقامات اختلاف میں احتیاط کی ہو تو اس کی اقتدا جائز ہے ورنہ نہیں۔ بحر الرائق میں ہے: ”حاصله ان صاحب الهداية جواز الاقتداء بالشافعي بشرط ان لا يعلم المقتدى منه ما يمنع صحة صلاته في رأى المقتدى۔“ (بحر الرائق، باب الوتر والنوافل، المجلد الثانی، ص: ۴۵) یعنی حاصل یہ ہے کہ صاحب ہدایہ نے شافعی کی اقتدا کو اس شرط کے ساتھ جائز کہا ہے کہ جب مقتدی امام کے کسی ایسے عمل کو نہ جانتا ہو جو مقتدی کی رائے کے مطابق صحت نماز کے منافی ہے۔

فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۶، ص: ۵۵۸ پر ہے: ”اگر شافعی طہارت و نماز میں فرائض و ارکان مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہے اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، اگرچہ حنفی کے پیچھے افضل اور اگر حال رعایت معلوم نہ ہو تو قدرے کراہت کے ساتھ جائز، اور اگر عادت عدم رعایت معلوم ہو تو کراہت شدید ہے اور اگر معلوم ہو کہ خاص اس نماز میں رعایت نہ کی تو حنفی کو اس کی اقتدا جائز نہیں اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی، صورت اول و دوم میں شریک ہو جائے اور صورت سوم میں شریک نہ ہو، اور چہارم میں تو نماز ہی باطل ہے۔“

نیز حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”حنفی جب دوسرے مذہب والے کی اقتدا کرے جہاں اس کی اقتدا جائز ہو کہ اگر امام کسی ایسے امر کا مرتکب ہو جو ہمارے مذہب میں ناقض طہارت یا مفسد نماز ہے جیسے آبِ قلیل متنجس یا مستعمل سے طہارت یا چوتھائی سر سے کم کا مسح یا خونِ فصد و ریم زخم و قے وغیرہا نجاسات غیر سیلیلین پر وضو نہ کرنا یا قدر درم سے زائد منی آلودہ کپڑے سے نماز پڑھنا یا صاحب ترتیب ہو کر باوصف یا دفائتہ و وسعتِ وقت بے قضائے فائتہ نماز وقتی شروع کر دینا یا کوئی فرض ایک بار پڑھ کر پھر اسی نماز میں امام ہو جانا تو ایسی حالت میں تو حنفی کو سرے سے اس کی اقتدا جائز ہی نہیں اور اس کے پیچھے نماز محض باطل۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۶، ص: ۴۰۷)

اب خانقاہ سراواں نے علمائے احناف اور حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر نفاق حنفی کا یوں الزام لگایا کہ عقلیں ششدر ہیں چنانچہ وہاں سے شائع ہونے والے رسالہ میں لکھتا ہے:

”اگر تم حنفی ہو تو بتاؤ کہ ان تینوں فقہی مذاہب حنبلی، مالکی اور شافعی کے پیروکاروں میں کوئی اللہ کا ولی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بتاؤ کسی ولی کی اقتدا میں نماز ہوگی یا نہیں؟ افسوس کہ ایک حنفی نماز تو چھوڑ سکتا ہے مگر کسی شافعی یا حنبلی کی اقتدا نہیں کر سکتا! تعجب ہے کہ تم اپنے اصول کا دوسروں کو پابند بناتے ہو جب کہ ان کے پاس بھی قرآن و سنت سے مستنبط اصول موجود ہیں، جن کو تم برحق کہتے ہو۔ بتاؤ کیا تم تضاد بیانی کے شکار نہیں ہو زبان سے برحق مانتے ہو اور دل سے باطل قرار دیتے ہو تو لاحق گردانتے ہو اور فعلا اس کا بطلان کرتے ہو کیا یہ نفاق حنفی نہیں ہے؟“ (الاحسان کتابی سلسلہ ۴/ افادات ابو میاں، ص: ۲۳)

حریم شریفین پر وہابیوں کے تسلط سے قبل چاروں فقہی مذاہب کے مصلے تھے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی سب اپنے اپنے امام کی

اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔ اس کی برائی کرتے ہوئے رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:

”چار مصلے جو کہ مکہ معظمہ میں مقرر کیے گئے ہیں لاریب امرزبوں (برا) ہے۔“ (سبیل الرشاد ص: ۳۲) اس کے بعد اگلے صفحہ پر گنگوہی یوں لکھتے ہیں:

”یہ تفرقہ نہ ائمہ دین حضرات مجتہدین سے نہ علمائے متقدمین سے بلکہ کسی وقت میں سلطنت میں کسی امر کی وجہ سے یہ امر حادث ہوا ہے کہ اس کو کوئی اہل علم اہل حق پسند نہیں کرتا پس یہ طعن نہ علمائے حق مذاہب اربعہ پر ہے بلکہ سلاطین پر ہے کہ مرتکب اس بدعت کے ہوئے۔“ (سبیل الرشاد ص: ۳۳)

جس طرح سے ”رشید احمد گنگوہی“ نے خانہ کعبہ کے چار مصلوں کو فقہ حنفی کے خلاف برا امر اور بدعت قرار دیا ایسے ہی ”اہل سراواں“ نے بھی ان سے دو ہاتھ آگے نکلتے ہوئے، کسی حنفی کے شافعی کی اقتدانہ کرنے کو، قول و فعل اور زبان و دل کا اختلاف کہہ کر ”شُرک حنفی“ ثابت کیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایے کہ یہ کیسے حنفی اور کیسے مقلد ہیں؟ اور کس طرح سے علمائے احناف اہل سنت و جماعت کی عظمت کم کرنے کی گھنونی سازش رچ رہے ہیں اور ان نفوسِ قدسیہ سے عوام کو بیزار کرنے کے لیے کیسی گندی حرکت کر رہے ہیں۔

کیا ان باتوں میں تقلید کے اوپر چھینٹا کشی کرنے کے ساتھ ساتھ ”مولوی اسماعیل دہلوی“ کی ذہنیت کی بو نہیں آتی ہے؟ کیا اس میں مقلدین کو طعن و تشنیع نہیں کی گئی ہے؟ مقلدین کو کوتاہ بین نہیں کہا گیا؟ ان اقتباسات سے ان کی غیر مقلدانہ اور وہابیہ نواز ذہنیت آشکارا نہیں ہوتی ہے؟ (ملخص مضمون حجاب تصوف میں بھیانک چہرا از مفتی راحت خان)

اب وہ کیسے حنفی ہیں خود ان کی زبانی سنئے: ”وہ (خانقاہ سراواں) حنفی ہیں مگر ان کی تقلید میں جمود نہیں۔“ (نعمات الاسرار ص: ۱۱) مزید کہتا ہے کہ ”علمائے فحول اور مفتیان وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ خامہ تحقیق کو جیب سے باہر لائیں اور نئے دور میں نفاذ شریعت کیلئے قلم اٹھائیں نہ کہ کورانہ تقلیدی روایت کو آگے بڑھانے ممدوحین وقت کو خوش کرنے اور نفع عاجل سمیٹنے کیلئے“ (رموز نعمات شرح نمبر ۱۲ نعمات الاسرار ص: ۱۱۴)

کہاں ہیں سراواں کے دم بھرنے والے بتائیں ہمیں اس کی کیا تاویل ہوگی۔ مذکورہ اقتباس میں کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کو اندھی تقلید سے تعبیر نہیں کیا؟، اس کو چھوڑ دینے کا اعلان نہیں کیا؟، ہر مفتی کو مجتہد مطلق کے منصب پر فائز ہونے اور اجتہاد عامہ کا حکم نہیں دیا؟، اس طرح اہل سراواں غیر مقلدیت کا سہرا اپنے سر سجایا اور گمراہیت کے ٹھیکدار بن بیٹھے، چونکہ تیسری صدی سے اب تک اجماع و اتفاق چلا آ رہا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا واجب ہے اس سے آزادی کی وکالت کرنا مذہبی آوارگی اور کھلی گھر ہی ہے، لیکن اہل سراواں نئی تقلید کے ٹھیکدار خیالی دنیا میں مبتلا ہیں۔

احناف پر ان خبیثاء کا ایک اور بہتان جلی دیکھئے اپنی کتاب میں لکھتا ہے: حضرت محبوب الہی قدس سرہ قرأت خلف الامام کے قائل صرف اس لیے تھے کہ ان کے پاس حدیث تھی یہاں انہوں نے قول امام پر عمل کرنے سے زیادہ بہتر قول رسول پر عمل کرنے کو خیال کیا اور یہ معمول اس سلسلے میں آج بھی چلا آ رہا ہے۔ صوفی حکیم ہوتا ہے مقاصد شریعت پر اس کی نگاہ ہوتی ہے، ضرورت و حاجت کے تحت

یا روحانی کشف کی بنیاد پر بعض مسائل میں منفرد ہوتے ہیں اس کے باوجود مقلد ہی کہے جائیں گئے۔ (الاحسان، شمارہ ۱، ص: ۲۵۰)

مذکورہ عبارت سے یہ مطلب بالکل واضح مفہوم ہوتا ہے کہ جو لوگ تقلید کرتے ہوئے قول امام پر عمل کرتے ہیں وہ حدیث پر عمل نہیں کرتے اور قول امام پر کوئی حدیث نہیں بلکہ حضرت امام اعظم قدس سرہ کا قول حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ کیا یہ ہم مقلدین حضرت امام اعظم قدس سرہ پر بہتان والزام نہیں ہے؟

یوں ہی تین طلاق کے مسئلے میں غیر مقلد کی حمایت اور مسئلہ اقامت میں تقلید کو نہ ماننے والا اہل سراواں و ہابیہ دیا بنہ کی تقلید کرتے ہیں۔

مذکورہ مسائل اعتقادات و فروعیات میں اس قدر افراط و تفریط سے کام لینے والے خانقاہ سراواں اور ان کے متبعین اپنے باطل عقائد و نظریات کے سبب قطعی طور پر خارج از مسلک اہلسنت و جماعت اور قابل تضلیل ہیں۔ ان تمام پروہی حکم ہے جو حضور فقیہ ملت نے اپنے مصدقہ فتویٰ میں دیا ہے۔

اب جو اسلامی نقطہ نظر سے گمراہ یا کافر ہوں، یا کسی گمراہ یا کافر کی حمایت کر کے اس کے کفریات و گمراہیت کو چھپاتے ہوں تو وہ اسلامی تصوف کے دشمن کہلائیں گے اس کے محافظ و پاسبان نہیں اگر وہ اپنے آپ کو محافظ و پاسبان ظاہر بھی کریں تو ان کی حیثیت اس چور کی طرح ہوگی جو مال کو خود چرانے کی فراق میں رہ کر حفاظت کا ڈھونگ کرتے ہیں۔

ایسے تصوف کے ٹھیکدار لوگوں کی اب اصلی صورت ظاہر ہو چکی ہے، اب یہ کسی بھی لبادے اور چولے میں آئیں ان سے دھوکے میں پڑ کر ان کے مکرو فریب کے جال میں نہ پھنسا جائے۔ علمائے کرام کا یہ فرض منصبی ہے کہ ایسے لوگوں کی فتنہ اور بیہودہ مزخرفات سے لوگوں کو ڈرائیں، ان کی چھپی چالوں کو کھولیں اور خفیہ مکرو فریب اور دھوکے کو ظاہر کریں، اور خصوصاً اہل سراواں کی اندھی تقلید کرنے والوں سے کہوں کہ اپنی آخرت برباد نہ کریں اور رجوع و توبہ لازم جانیں۔

نوٹ: حساس قارئین سے گزارش ہے کہ یہ سب خانقاہ سراواں کے باطل عقائد و نظریات مرقوم ہوئے اسکی روشنی میں فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔ امید ہے کہ اہل سراواں کی بے جا حمایت و تائید کرنے والوں کو بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ اعتقادات کس کو کہتے ہیں اور فروعیات کس کو کہتے ہیں، اور کب کن وجوہات کی بنا پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

فقط والسلام

از۔ غلام رسول